2928 / 179

سوال 5

استفتاء

ماہیت کی تبدیلی کے متعلق سوالات

بخدمت جناب مفتی صاحب

درج ذیل مسئلے میں شرعی رہنمائی درکار ہے:

فقہ کا ایک اہم اصول ہے کہ تبدیلی ماہیت سے احکام حلت و حرمت میں فرق پڑ جاتا ہے۔

مثلاً شراب کا سرکہ بن گیا یا گدھا نمک بن گیا تو حلال یا کوئی حرام چیز جل کر راکھ ہو گئی تو حلال۔ اسی طرح کی مثالیں بکثرت موجود ہیں۔

تبدیلی ماہیت چونکہ موجودہ کیمیائی دور میں ایک بہت بڑا مسئلہ بن کر سامنے آیا ہے جس میں ابتلاء عام ہے اس لئے اس کے حوالے سے چند سوالات کے جوابات مطلوب ہیں۔

سوالات

سوال نمبر 1: شریعت اسلامی میں استحالہ یا تبدیلی ماہیت (State Change) کا مدار کس چیز پر ہے؟

یعنی کسی بھی چیز میں جب کوئی تبدیلی یا تبدیلیاں واقع ہوں تو ان تبدیلیوں کے کچھ درجات ہوتے ہیں تو ان میں کس مرحلے اور کس سبب پر شریعت یہ کہے گی کہ اس چیز کی ماہیت تبدیل ہو گئی؟

مثلاً

دار الافتاء

۱۔ آیا اس کا مدار عرف میں اس کے نام کے تبدیل ہو جانے پر ہے؟

۲۔ یا اس کے اثرات و خواص کی تبدیلی پر ہے؟

۳۔ یا اس میں کیمیائی تبدیلی پر ہے؟

۴۔ یا اثرات و خواص اور کیمیائی تبدیلی دونوں کے مجموعے پر ہے؟

۵۔ یا اس کے حرام اجزاء کے ختم ہو جانے پر ہے؟

اس کی تھوڑی سی وضاحت:

- شراب سے سرکہ بن گیا تو اس کو ماہیت کی تبدیلی کہتے ہیں، جبکہ کیمیائی تحقیق کے مطابق سرکہ بننے کے باوجود اس میں قلیل مقدار (0.2%) شراب باقی رہتی ہے، مکمل طور پر کبھی ختم نہیں ہوتی، اس کے باوجود اس کو تبدیلی ماہیت کی بناء پر حلال کہتے ہیں!

0C86

تو اسی طرح اگر کوئی حرام چیز کیمیائی طور پر تبدیل ہو جائے کہ اس کے اندر کوئی عنصر بھی اصل حرام چیز کا باقی نہ رہے [illegible]

<u>سوال نمبر 2:</u>

اس سلسلے میں خریدار کی ذمہ داری کس حد تک ہے؟

۱۔ (مثلاً صابن) میں حرام جانور کی چربی استعمال کی گئی ہے صارف کو نہیں پتہ ہوتا کہ اس کی ماہیت تبدیل ہوگئی یا نہیں، تو ان [illegible] پینے، یا استعمال کرنے کا کیا حکم ہوگا؟

۲۔ ہڈی اور کھال سے جیلیٹن بنتی ہے اصارف کو نہیں پتہ کہ اس جیلیٹن میں حرام جانور کے اجزاء استعمال ہوئے ہیں یا حلال جانور کے، تو اس [illegible] ہے یا نہیں؟ تو اس کے لیے وہ جیلیٹن خریدنا یا اس جیلیٹن سے بنی ہوئی دیگر اشیاء خریدنا (مثلاً جیلی، دوائی وغیرہ) کیا حکم رکھے گا؟

<u>سوال نمبر 3:</u>

اگر ظاہراً ایک چیز کے اندر تبدیلی آجائے لیکن کیمیائی ٹیسٹ کے اندر ہمیں اسکے اصل ماخذ حرام چیز کے اثرات پائے جاتے ہوں۔ مثلاً گدھا نمک کی کان میں گر کر نمک بن گیا تو ظاہراً تو تبدیلی آگئی لیکن اگر اس کا لیبارٹری ٹیسٹ کیا جائے تو ہمیں پتہ چل جائے گا کہ یہ نمک گدھے سے بنا ہے۔

تو آیا ان اثرات کا پایا جانا تبدیلِ ماہیت کے حکم پر اثر انداز ہوگا یا نہیں؟ یا اسی طرح دودھ کو دہی بنا دیا جاتا ہے تو اسکے اثرات و خواص تبدیل ہو جاتے ہیں لیکن کیمیائی ٹیسٹ میں پتہ چل جائے گا کہ یہ دودھ سے بنی ہے۔

یا MSG (چائنیز سالٹ) اگر خنزیر کے اجزاء سے بنایا جائے تو وہ ظاہراً تو بالکل نمک ہوگا لیکن کیمیائی ٹیسٹ سے پتہ چل جائے گا کہ اس کا حصول خنزیر کے اجزاء سے ہوا ہے۔

تو اب اس کو تبدیلِ ماہیت کی وجہ سے حلال قرار دیا جائے گا یا نہیں؟ یا اگر اس میں کچھ تفصیل ہے تو وہ بیان فرما دیں۔

براہ کرم جوابات دیکر ممنون فرمائیں۔

فقط

دار الافتاء

سرفراز حمید

مذکورہ بالا کیمیائی معلومات درست ہیں

فصیح اللہ خان

(دستخط ڈاکٹر فصیح اللہ خان)

جامعہ کراچی

(جواب منسلکہ ورق پر ملاحظہ فرمائیں۔)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱)۔۔۔ حضرات مالکیہ رحمہم اللہ تعالیٰ اور فقہاء احناف میں سے حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی ناپاک چیز کے پاک ہونے کا ایک طریقہ استحالہ یا تبدیلی ماہیت بھی ہے جس کو انقلاب عین بھی کہا جاتا ہے، یعنی اگر کسی ناپاک چیز کی ماہیت اور حقیقت تبدیل ہو جائے تو وہ ناپاک چیز شرعاً پاک سمجھی جائیگی، البتہ اس تبدیلی کا معیار کیا ہے؟ یعنی کس اور کتنی تبدیلی کو تبدیلی ماہیت یا استحالہ کہا جائیگا؟

بعض حضرات نے اس کا دارومدار ان صفات کو بتلایا ہے جن کی تبدیلی کے بعد عام عرف میں اس چیز کا نام تبدیل ہو جائے، لہٰذا اس کا تقاضا یہ ہے کہ اگر اس ناپاک چیز کے تمام اوصافِ لازمہ تبدیل ہو جائیں جس کی وجہ سے عرف عام میں اس کا سابقہ نام تبدیل ہو کر دوسرا نام استعمال ہونے لگے، تو محض اس مرحلہ سے گزر کر اس کو پاک کہا جائیگا کیونکہ ان کے نزدیک احکام کا مدار اسماء پر ہوتا ہے لہٰذا تبدیلی اسماء (محض نام بدل جانے) سے حکم تبدیل ہوگا۔

لیکن جمہور فقہاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کا کوئی واضح معیار مقرر نہیں فرمایا، البتہ اس کی کچھ جزئیات ذکر فرمائی ہیں جن پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ محض نام یا بعض صفات کی تبدیلی کو انقلابِ عین نہیں کہا جائیگا اور اسکی وجہ سے کوئی ناپاک چیز پاک نہیں ہوگی، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی چیز اپنی حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری پاک چیز کی حقیقت اس طور پر اختیار کرے کہ اس میں پہلی چیز کے آثارِ مختصہ بالکل زائل ہو جائیں، جیسا کہ شراب سرکہ بننے کی صورت میں شراب کے آثارِ مختصہ بالکل زائل ہو جاتے ہیں اگرچہ بعض غیر مختص آثار باقی رہیں، جیسا کہ شراب سے سرکہ بننے کی صورت میں رقت وغیرہ بدستور باقی رہتی ہے لیکن اس کے باوجود اس کو پاک کہا گیا کیونکہ آثارِ غیر مختصہ کا باقی رہنا انقلابِ عین سے مانع نہیں، کیونکہ حقیقت اور ماہیت مترادف الفاظ ہیں اور ماہیت نام ہے "مابه الشئ هو هو" کا، یعنی جن اشیاء سے کسی چیز کی حقیقت مرکب ہوتی ہے، لہٰذا انقلابِ عین سے ان بنیادی اوصاف اور امتیازی آثار کی تبدیلی مراد ہوگی جن کو اس چیز کی ماہیت اور حقیقت یا نجاست کے اندر دخل ہو جو اس کے رنگ، بو اور ذائقہ اور دیگر خواص سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔

حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں:

"واضح ہو کہ انقلابِ حقیقت سے مراد یہ ہے کہ وہ شئی فی نفسہ اپنی حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں متبدل ہو جائے۔ جیسے شراب سرکہ ہو جائے یا خون مشک بن جائے یا نطفہ گوشت کا لوتھڑا وغیرہ

وغیرہ، کہ ان صورتوں میں شراب نے اپنی حقیقت خمریہ اور خون نے اپنی حقیقت دمیہ اور نطفہ نے اپنی حقیقت منویہ چھوڑ دی اور دوسری حقیقتوں میں متبدل ہو گئے۔ حقیقت متبدل ہونے کا حکم اس وقت دیا جا سکتا ہے کہ حقیقت اولی منقلبہ کے آثار مختصہ اس میں باقی نہ رہے جیسا کہ مشروحہ مثالوں میں پایا جاتا ہے کہ سرکہ بن جانے کے بعد شراب کے آثار مختصہ بالکل زائل ہو جاتے ہیں۔ بعض آثار کا زائل ہو جانا یا بوجہ قلت آثار کا محسوس نہ ہونا موجب انقلاب نہیں، جیسا کہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ اگر آٹے میں کچھ شراب ملا کر گوندھ لیا جائے اور روٹی پکالی جائے تو وہ روٹی ناپاک ہے ـــــ اسی طرح حقیقت منقلبہ کے بعض آثار غیر مختصہ کا باقی رہنا مانع انقلاب نہیں، جیسا کہ شراب کے سرکہ بن جانے کے بعد بھی اسکی رقت باقی رہتی ہے کیونکہ رقت حقیقت خمریہ کے ساتھ اور دسومت حقیقت دمیہ کیساتھ مختص نہیں ہے۔ پس انقلاب عین کی وجہ سے تبدل احکام کا حکم کرتے وقت بہت غور و احتیاط سے کام لینا ضروری ہے کیونکہ بعض اوقات انقلاب و اختلاط میں اشتباہ پیش آجاتا ہے اور انقلاب کو اختلاط یا اختلاط کو انقلاب سمجھا جاتا ہے۔" (کفایت المفتی، ۳/۳۰۰، ادارۃ الفاروق، کراچی)

پھر حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک طہارت کے لئے ان اوصاف و آثار کا مکمل طور پر تبدیل ہونا ضروری ہے اور حضرات صاحبین رحمہا اللہ تعالی کے نزدیک مکمل تبدیلی ضروری نہیں بلکہ اکثر کی تبدیلی بھی کافی ہے، مثلاً شراب جو کہ ایک نجس اور ناپاک چیز ہے اس سے اگر خود بخود یا کسی جائز کیمیاوی عمل کے ذریعے سرکہ بنایا جائے تو امام صاحب رحمہم اللہ تعالی کے نزدیک جب تک اس کا بنیادی وصف (نشہ اور کڑواہٹ) مکمل طور پر تبدیل نہ ہو جائے کہ اسمیں بالکل کڑواہٹ نہ رہے اس وقت تک اس کو پاک نہیں کہا جائیگا، اور حضرات صاحبین رحمہا اللہ تعالی کے نزدیک جب کھٹاپن غالب آجائے تو انقلاب عین کا حکم لگا کر اس کو پاک کہا جائیگا اگرچہ کڑواہٹ بالکل ختم نہ ہو۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ تبدیلی ماہیت اور انقلاب عین سے ان بنیادی اوصاف کی تبدیلی مراد ہے جن کو اس چیز کی حرمت میں اثر اور دخل ہو، جو کہ اس کے رنگ، بو اور ذائقہ یا لیبارٹری ٹیسٹ سے معلوم کیا جا سکتا ہے البتہ اگر دیگر اشیاء سے اختلاط کی وجہ سے رنگ، بو اور ذائقہ وغیرہ تبدیل ہو جائے تو یہ کافی نہیں، بلکہ اس اختلاط کے بغیر یہ اوصاف تبدیل شدہ محسوس ہوں تو تبدیلی ماہیت سمجھی جائیگی، جیسے سرکہ، نمک وغیرہ۔

(۲)ـــ صابن میں اگرچہ چربی استعمال کی جاتی ہے لیکن چونکہ تقریباً پچاسی فیصد (85%) چربی کی ماہیت تبدیل ہو کر صابن میں شامل ہو جاتی ہے اسلئے سوال نمبر ۱ کے جواب میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق حضرات صاحبین رحمہا اللہ کے قول پر غالب کا اعتبار کر کے اس کا استعمال جائز ہے جبکہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک جب تک چربی مکمل طور پر تبدیل نہ

ہو اسکو پاک نہیں کہا جائے گا، تاہم عموم بلوی کی وجہ سے حضرات صاحبین رحمہا اللہ کے قول پر عمل کی گنجائش ہے۔(ماخذہ التبویب:۹/۱۲۷۱)

جیلٹین کے بارے میں منسلکہ فتوی نمبر (۷۷/۵۸) ملاحظہ فرمائیں۔

لیکن واضح رہے کہ فقہی احکام کا مدار یقین یا ظن غالب پر ہوتا ہے محض اوہام وشبہات پر احکام کا دارومدار نہیں ہوتا، لہٰذا اگر کسی چیز کے متعلق اس کی ماہیت کی تبدیلی ثابت نہ ہو تو اس چیز کو داخلی استعمال کیلئے خریدنا شرعاً درست نہیں، البتہ ضرورت کے وقت اسکا خارجی استعمال درست ہے اور اگر حرام اجزاء شامل کرنے کا یقین یا گمان غالب نہ ہو تو محض شبہات کی وجہ سے اس کا خریدنا اور استعمال کرنا ناجائز نہیں ہوگا۔

(۳)۔۔۔سوال نمبر ا کے جواب میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق اگر کسی ناپاک چیز کی ماہیت تبدیل ہو جائے تو شرعاً اس کو پاک سمجھا جائیگا اگرچہ سابقہ ماہیت کے کچھ اثرات باقی ہو جیسا کہ درج بالا تحریر سے معلوم ہوا۔

المحلى بالآثار (1/ 143)

وَكَذَلِكَ إذَا استَحَالَتْ صِفَاتُ عَيْنِ الْحَلَالِ الطَّاهِرِ، فَبَطَلَ عَنْهُ الِاسْمُ الَّذِي بِهِ وَرَدَ ذَلِكَ الْحُكْمُ فِيهِ، وَانْتَقَلَ إلَى اسْمٍ آخَرَ وَارِدٍ عَلَى حَرَامٍ أَوْ نَجِسٍ، فَلَيْسَ هُوَ ذَلِكَ الْحَلَالَ الطَّاهِرَ، بَلْ قَدْ صَارَ شَيْئًا آخَرَ ذَا حُكْمٍ آخَرَ كَالْعَصِيرِ يَصِيرُ خَمْرًا، أَوْ الْخَمْرِ يَصِيرُ خَلًّا، أَوْ لَحْمِ الْخِنْزِيرِ تَأْكُلُهُ دَجَاجَةٌ يَسْتَحِيلُ فِيهَا لَحْمَ دَجَاجٍ حَلَالًا وَكَالْمَاءِ يَصِيرُ بَوْلًا، وَالطَّعَامِ يَصِيرُ عَذِرَةً، وَالْعَذِرَةُ وَالْبَوْلُ تُدْهَنُ بِهِمَا الْأَرْضُ فَيَعُودَانِ ثَمَرَةً حَلَالًا، وَمِثْلُ هَذَا كَثِيرٌ، وَكَنُقْطَةِ مَاءٍ تَقَعُ فِي خَمْرٍ أَوْ نُقْطَةِ خَمْرٍ تَقَعُ فِي مَاءٍ، فَلَا يَظْهَرُ لِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ أَثَرٌ، وَهَكَذَا كُلُّ شَيْءٍ، وَالْأَحْكَامُ لِلْأَسْمَاءِ وَالْأَسْمَاءُ تَابِعَةٌ لِلصِّفَاتِ الَّتِي هِيَ حَدُّ مَا هِيَ فِيهِ الْمُفَرِّقُ بَيْنَ أَنْوَاعِهِ.

بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (1/ 85)

ولو أصابت النجاسة الأرض فجفت وذهب أثرها تجوز الصلاة عليها عندنا، وعند زفر لا تجوز، وبه أخذ الشافعي، ولو تيمم بهذا التراب لا يجوز في ظاهر الرواية، وقد ذكرنا الفرق فيما تقدم.

(ولنا) طريقان: أحدهما - أن الأرض لم تطهر حقيقة لكن زال معظم النجاسة عنها، وبقي شيء قليل فيجعل عفوا للضرورة، فعلى هذا إذا أصابها الماء تعود نجسة لما بينا. والثاني - أن الأرض طهرت حقيقة؛ لأن من طبع الأرض أنها تحيل الأشياء، وتغيرها إلى طبعها، فصارت ترابا بمرور الزمان، ولم يبق نجس أصلا، فعلى هذا إن أصابها لا تعود نجسة، وقيل: إن الطريق الأول لأبي يوسف، والثاني لمحمد، بناء على أن

النجاسة إذا تغيرت بمضي الزمان وتبدلت أوصافها، تصير شيئا آخر عند محمد، فيكون طاهرا، وعند أبي يوسف لا يصير شيئا آخر فيكون نجسا، وعلى هذا الأصل مسائل بينهما.

(منها) : الكلب إذا وقع في الملاحة، والجمد، والعذرة إذا أحرقت بالنار وصارت رمادا، وطين البالوعة إذا جف وذهب أثره والنجاسة إذا دفنت في الأرض وذهب أثرها بمرور الزمان وجه قول أبي يوسف أن أجزاء النجاسة قائمة، فلا تثبت الطهارة مع بقاء العين النجسة، والقياس في الخمر إذا تخلل أن لا يطهر، لكن عرفناه نصا بخلاف القياس، بخلاف جلد الميتة فإن عين الجلد طاهرة، وإنما النجس ما عليه من الرطوبات، وأنها تزول بالدباغ وجه قول محمد أن النجاسة لما استحالت، وتبدلت أوصافها ومعانيها خرجت عن كونها نجاسة؛ لأنها اسم لذات موصوفة، فتنعدم بانعدام الوصف، وصارت كالخمر إذا تخللت.

الذخيرة للقرافي (1/ 188)

قاعدة تبين ما تقدم وهي أن الله تعالى إنما حكم بالنجاسة في أجسام مخصوصة بشرط أن تكون موصوفة بأعراض مخصوصة مستقذرة وإلا فالأجسام كلها متماثلة واختلافها إنما وقع بالأعراض فإذا ذهبت تلك الأعراض ذهابا كليا ارتفع الحكم بالنجاسة إجماعا كالدم يصير منيا ثم آدميا وإن انتقلت تلك الأعراض إلى ما هو أشد استقذارا منها ثبت الحكم فيها بطريق الأولى كالدم يصير قيحا أو دم حيض أو ميتة وإن انتقلت إلى أعراض أخف منها في الاستقذار فهل يقال هذه الصورة قاصرة عن محل الإجماع في العلة فيقصر عنها في الحكم أو يلاحظ أصل العلة لا كمالها فيسوى بمحل الإجماع؟ هذا موضع النظر بين العلماء في جملة هذه الفروعالمتقدمة ولذلك فرق علماؤنا رحمة الله عليهم بين استحالة الخمر إلى الخل قضوا فيه بالطهارة وبين استحالة العظام النجسة إلى الرماد لما فيه من بقية الاستقذار وعدم الانتفاع بخلاف الأول

فتح القدير للكمال ابن الهمام (1/ 200)

وآخر مختلف فيه بين أبي يوسف ومحمد وهو بانقلاب العين في غير الخمر كالخنزير والميتة تقع في المملحة فتصير ملحا تؤكل، والسرقين والعذرة تحترق فتصير رمادا تطهر عند محمد خلافا لأبي يوسف، وكلام المصنف في التجنيس ظاهر في اختيار قول أبي يوسف قال: خشبة أصابها بول فاحترقت ووقع رمادها في بئر يفسد الماء، وكذلك رماد العذرة، وكذا الحمار إذا مات في مملحة لا يؤكل الملح، وهذا كله

00091

قول أبي يوسف خلافا لمحمد لأن الرماد أجزاء لتلك النجاسة فتبقى النجاسة من وجه فالتحقت بالنجس من كل وجه احتياطا انتهى.

وكثير من المشايخ اختاروا قول محمد، وهو المختار لأن الشرع رتب وصف النجاسة على تلك الحقيقة، وتنتفي الحقيقة بانتفاء بعض أجزاء مفهومها فكيف بالكل، فإن الملح غير العظم واللحم، فإذا صار ملحا ترتب حكم الملح ونظيره في الشرع النطفة نجسة وتصير علقة وهي نجسة وتصير مضغة فتطهر، والعصير طاهر فيصير خمرا فينجس ويصير خلا فيطهر، فعرفنا أن استحالة العين تستتبع زوال الوصف المرتب عليها. وعلى قول محمد فرعوا الحكم بطهارة صابون صنع من زيت نجس، وفرع بعضهم عليه أن الماء والتراب النجسين إذا اختلط وحصل الطين كان الطين طاهرا لأنه صار شيئا آخر، وهذا بعيد فقد اختلف فيما لو كان أحدهما طاهرا فقيل العبرة للماء إن كان نجسا فالطين نجس وإلا فطاهر، وقيل للتراب، وقيل للغالب، والأكثر على أن أيهما كان طاهرا فالطين طاهر، فأهل هذه الأقوال كلها على نجاسته إذا كانا نجسين، بخلاف قولهم في الطين المعجون بتبن نجس بالطهارة فيصلي في المكان المطين به ولا ينجس الثوب المبلول إذا نشر عليه لأن ذلك إذا لم ير عين التبن لا إذا رئيت، وعلله في التجنيس بأن التبن مستهلك إذا لم تر عينه، بخلاف ما إذا رئيت، ثم قال: وإن تر طباعا نجسا انتهى. وكأنه بناء على إحدى الروايتين في أمثاله. وقال قبله في علامة النوازل: إذا نزح الماء النجس من بئر كره أن يبل به الطين ليطين به المسجد أو أرضه لأن الطين يصير نجسا، وإن كان البئر طاهرا ترجيحا للنجاسة احتياطا بعد إذ لا ضرورة إلى إسقاط اعتبارها، بخلاف السرقين إذا جعل في الطين للتطيين لأن فيه ضرورة إلى إسقاط اعتباره إذ ذلك النوع لا يتهيأ إلا بذلك، فعرفنا رأي المصنف في هذا إذ لم يتعقبه كما هو شأنه فيما يخالف مختاره.

وفي الخلاصة العبرة للنجس منهما أيهما كان نجسا فالطين نجس، وبه أخذ الفقيه أبو الليث، وكذا روي عن أبي يوسف، وقال محمد بن سلام أيهما كان طاهرا فالطين طاهر، هذا قول محمد حيث صار شيئا آخر.

دار ال...

إحياء علوم الدين (1/ 130)

وهذا فيه تحقيق وهو أن طبع كل مائع أن يقلب إلى صفة نفسه كل ما يقع فيه وكان مغلوبا من جهته فكما ترى الكلب يقع في المملحة فيستحيل ملحا ويحكم بطهارته بصيرورته ملحا وزوال صفة الكلبية عنه فكذلك الخل يقع في الماء وكذا اللبن يقع فيه وهو قليل فتبطل صفته ويتصور بصفة الماء وينطبع بطبعه إلا إذا كثر

وغلب وتعرف غلبته بغلبة طعمه أو لونه أو ريحه فهذا المعيار والنجاسة إن كانت حكمية وهي التي ليس لها جرم محسوس فيكفي إجراء الماء على جميع مواردها وإن كانت عينية فلا بد من إزالة العين وبقاء الطعم يدل على بقاء العين وكذا بقاء اللون إلا فيما يلتصق به فهو معفو عنه بعد الحت والقرص أما الرائحة فبقاؤها يدل على بقاء العين ولا يعفى عنها إلا إذا كان الشيء له رائحة فائحة يعسر إزالتها فالدلك والعصر مرات متواليات يقوم مقام الحت والقرص في اللون والمزيل للوسواس أن يعلم أن الأشياء خلقت طاهرة بيقين فما لا يشاهد عليه نجاسة ولا يعلمها يقينا يصلي معه ولا ينبغي أن يتوصل بالاستنباط إلى تقدير النجاسات

الفتاوى الهندية (1/ 44)

(ومنها) الاستحالة تخلل الخمر في خابية جديدة طهرت بالاتفاق. كذا في القنية.

الخبز الذي عجن بالخمر لا يطهر بالغسل ولو صب فيه الخل وذهب أثرها يطهر. كذا في الظهيرية.

الرغيف إذا ألقي في الخمر ثم صار الخمر خلا فالصحيح أنه طاهر إذا لم يبق رائحة الخمر وكذا في البصل إذا ألقي في الخمر ثم تخلل؛ لأن ما فيه من أجزاء الخمر صار خلا. هكذا في فتاوى قاضي خان.الخمر إذا وقعت في الماء أو الماء في الخمر ثم صارت خلا طهر. كذا في الخلاصة.ــ وكذا الكلب إذا ولغ في عصير ثم تخمر ثم تخلل لا يحل أكله؛ لأن لعاب الكلب قائم فيه وإنه لا يصير خلا. كذا في فتاوى قاضي خان وكذا إذا وقع البول في الخمر ثم تخلل. هكذا في الخلاصة.

الخل النجس إذا صب في خمر فصار خلا يكون نجسا؛ لأن النجس لم يتغير. كذا في فتاوى قاضي خان.الحمار أو الخنزير إذا وقع في المملحة فصار ملحا أو بئر البالوعة إذا صار طينا يطهر عندهما خلافا لأبي يوسف - رحمه الله -. كذا في محيط السرخسي.دن العصير إذا غلا واشتد وقذف بالزبد وسكن عن الغليان وانتقص ثم صار خلا إن ترك الخل فيه حتى طال مكثه وارتفع بخار الخل إلى رأس الدن يصير طاهرا وكذا الثوب الذي أصابه الخمر إذا غسل بالخل. كذا في فتاوى قاضي خان جعل الدهن النجس في الصابون يفتى بطهارته؛ لأنه تغير. كذا في الزاهدي.

تحفة الفقهاء(3/329دار الكتب العلمية)

ولو كان الخمر فيها حموضة غالبة وفيها طعم المرارة لكنه مغلوب فإنه لا يحل ما لم يزل من كل وجه وهما اعتبروا الغالب فيحل عندهما ولو نقعت فيها الحنطة ثم غسلت حتى زال

طعمها ورائحتها يحل أكلها، ولو ألقى في الخمر علاجا من الملح والمسك والبيض والخل

حتى صارت حامضا يحل شربها عندنا وصارت خلا وعند الشافعي لا يحل

الفتاوى الهندية (5/ 410)

والخمر إذا صارت خلا، ودخل فيها بعض الحموضة، ولكن فيها بعض المرارة لا تكون خلا عند أبي حنيفة – رحمه الله تعالى – حتى تذهب المرارة وعندهما بقليل الحموضة يحل هذا إذا تخلل بنفسه أما إذا خلله بعلاج بالملح أو بغيره يحل عندنا الكل في شرح الطحاوي.___

والله سبحانه وتعالى اعلم بالصواب

ضیاء الحق

عبیدالرحمن نوشہروی

ضیاء الحق عفی عنہما

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

٢٧/شعبان ١٤٣٤ھ

٧/جولائی ٢٠١٣ء

الجواب صحیح

٢٧ شعبان ١٤٣٤ھ

الجواب صحیح

بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ

٢٧-٨-٣٤ھ

مفتی

الجواب صحیح

٢٧-٨-١٤٣٤ھ

مفتی

الجواب صحیح

٢٧-٨-١٤٣٤ھ

دار الافتاء

الجواب صحیح

محمد عبد المنان عفی عنہ

٣-٩-١٤٣٤ھ

نائب مفتی

الجواب صحیح

٢٨-٨-١٤٣٤ھ